(سہ ماہی التفسیر، شمارہ ۱۱، صفحہ ۶۰)

(ب) دوسری بات یہ کہ امام طبری کی روایت میں اتفاقی واقعہ بیان ہوا ہے جو صرف ایک مرتبہ پیش آیا تھا۔ مگر ڈاکٹر محفوظ احمد نے اپنے تخیل کے گھوڑے دوڑا کر اسے معمول ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی ہے اور "اصابت ید" (ہاتھ ٹکرا گیا) کو ماضی استمراری بنا دیا ہے اور مفہوم یوں بیان کیا ہے:

"کبھی چیزوں کو لینے کے دوران ان کے ہاتھوں سے مس بھی کرتے" (ایضاً)

ان جیسے دانشوروں سے یہی توقع کی جا سکتی ہے لیکن ذرا سوچئے! جس ہستی کے لئے "راعنا" جیسے ذو معنی الفاظ کی اجازت نہ ہو (سورہ بقرہ ۲: ۱۰۴) وہاں ایسی ضعیف روایات کا سہارا لے کر شان رسالت کے خلاف باتیں کرنے کی گنجائش کیسے نکل سکتی ہے؟

۳۔ ڈاکٹر محفوظ احمد خیال آرائی اور ذہنی اختراع کے ماہر معلوم ہوتے ہیں۔ مولانا عبدالرحمن کیلانی کی کتاب "احکام ستر و حجاب" کے اقتباس پر ان کی طبع آزمائی ملاحظہ ہو:

"عبدالرحمن کیلانی نے لکھا ہے کہ "اس حکم کے نزول کے بعد ازواج مطہرات نے اپنے گھروں کے دروازوں پر پردے لٹکا دیئے۔ پھر ان کی دیکھا دیکھی دوسرے مسلمانوں نے بھی اپنے گھروں کے دروازوں پر پردے لٹکا دیئے"

اس عبارت میں "دیکھا دیکھی" کے الفاظ قابل توجہ ہیں۔ اس لئے کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی "دیکھا دیکھی" کی بنیاد پر نہیں کی جاتی۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج اور دیگر فرائض و واجبات کی ادائیگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا دیکھی شروع نہیں کی تھی بلکہ احکام کو فرض یا واجب جانتے ہوئے شروع کیا تھا۔ دیکھا دیکھی کی بنیاد پر کیا جانے والا عمل زیادہ سے زیادہ مباح یا مستحب قرار دیا جا سکتا ہے نہ کہ فرض یا واجب۔ لہٰذا حضرت انس رضی اللہ عنہ کا حجاب سے متعلق ازواج مطہرات کے عمل کو بیان کرنا ظاہر کرتا ہے کہ یہ عمل ان کی خصوصیات میں سے تھا۔ (ایضاً۔۔۔۔ صفحہ ۶۹)

اس عبارت سے لفظ "دیکھا دیکھی" سے انہوں نے جس طرح سے استنباط فرمایا ہے وہ ان کی خیال آرائی اور ذہنی اختراع کی نمایاں مثال ہے۔ حالانکہ مولانا عبدالرحمن کیلانی نے "دیکھا دیکھی" اتباع کے مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ کیا ہم اپنے بڑوں کی دیکھا دیکھی نماز، روزہ اور حج وغیرہ جیسے فرائض کی پابندی نہیں کرتے؟ اس سے یہ کہاں سے ثابت ہو گیا کہ چونکہ اپنے بڑوں کی "دیکھا دیکھی" ان احکام کی پابندی کرتے ہیں لہٰذا اس دیکھا دیکھی کی بنیاد پر ہماری نماز وغیرہ کی ادائیگی کو زیادہ سے زیادہ مباح یا

مستحب قرار دیا جا سکتا ہے۔ یا للعجب!

اسی طرح مولانا عبدالرحمن کیلانی کی کتاب "احکام ستر و حجاب" کی عبارت کے اس ٹکڑے "اس حکم کے نزول کے بعد ازواج مطہرات نے اپنے حجروں کے دروازے پر پردے لٹکا دیئے" (ایضاً ۔۔۔۔ صفحہ ۶۲) پر یہ خیال آرائی فرمائی ہے:

رسول اکرم ﷺ کی گھریلو زندگی اور رازداری کو قائم رکھنے کے لئے حجاب کا حکم دیا کہ اس وقت آپ ﷺ کے حجروں کے باہر کوئی دروازہ یا پردہ نہیں تھا" (ایضاً)

یعنی آیات حجاب کے نزول سے پہلے حضور اکرم ﷺ کے حجروں کے باہر نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ پردہ۔ یہ تو درست ہے کہ آیات حجاب کے نزول کے بعد حجروں کے دروازوں کے باہر اہتمام سے پردے لٹکا دیئے گئے۔ مگر اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ حجروں کے دروازے ہی نہ تھے۔ حالانکہ خود آگے چل کر علامہ نور بخش کی سیرت رسول عربی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ:

"دروازوں پر کمبل کا پردہ پڑا رہتا تھا" (ایضاً)

یقیناً حضور اکرم ﷺ کے حجرات سادگی اور فقر کا نمونہ تھے اور اس میں آبنوس یا شیشم کے دروازے لگے ہوئے نہیں تھے۔ مگر ضرورت کے تحت کواڑ ضرور تھے جنہیں آمد و رفت کے وقت بھیڑ دیا جاتا تھا۔ اور آیات حجاب کے نزول کے بعد ان پر پردے بھی لٹکا دیئے گئے تاکہ حجاب کا مکمل اہتمام ہو۔

۴۔ تحقیق دراصل تمام دستیاب مواد و وسائل کا احاطہ کر کے نتیجہ اخذ کرنے کا نام ہے۔ مگر ڈاکٹر محفوظ احمد شاید چراغ تلے اندھیرے کے قائل ہیں۔ ان کا موضوع "آیات حجاب کے چند تفسیری پہلو" ہے لیکن چونکہ انہوں نے پہلے سے ذہن بنایا ہوا ہے کہ وہ حجاب کو صرف ازواج مطہرات سے خاص کر کے عام مسلمان خواتین کے لئے اس کا عدم وجوب ثابت کریں گے۔ اس لئے انہوں نے حجاب کے موضوع پر اپنی تحقیق کا محور صرف سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۳ کو بنایا ہے۔ حالانکہ ابتدا میں انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ:

"قرآن مجید میں عورتوں سے متعلق ستر یا پردہ کے احکام سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۳ و ۵۹ اور سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۰ و ۳۱ میں بیان کئے گئے ہیں" (ایضاً۔۔۔ صفحہ نمبر ۵۸)

اور سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۹ کو یہ کہہ کر موضوع کے دائرے سے خارج کر دیا ہے کہ:

"بعض لوگ سورۃ الاحزاب کی آیت جلباب (یعنی آیت نمبر ۵۹) کو اس حکم حجاب کا متبادل